اسلامی سرزمینوں سے سیکولرزم کے خاتمے کی ضرورت

تحریر: ڈاکٹر احمد عبدالفاضل – ولایہ سوڈان

(ترجمہ)

سوڈان میں جاری جنگ اور اس کے نتیجے میں بڑھتے ہوئے سیاسی، معاشی اور سیکورٹی مسائل کے پیشِ نظر، ملک کی سیاسی قوتیں اور جماعتیں اس جنگ کو روکنے اور سوڈانی عوام کے لیے نظم و نسق کے حوالے سے ایک مشترکہ سیاسی وژن پر متفق ہونے کے لیے سیکولرزم کو بطور حل تجویز کر رہی ہیں۔ صحافیوں کی ایک بڑی تعداد بھی اس پکار میں شامل ہو چکی ہے اور وہ ایسے مضامین لکھ رہے ہیں جو سیکولرزم کو ایک حل کے طور پر دیکھنے والی ان جماعتوں اور سیاسی قوتوں کے نظریات سے ہم آہنگ ہیں۔ مثال کے طور پر، 24 مئی 2016 کو 'اعلانِ اصول' (Declaration of Principles) کی قوتوں کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والی نیروبی کانفرنس نے ایک ایسی سیاسی دستاویز منظور کی جس میں ریاست کو سیکولر بنانے کی شرط رکھی گئی تھی۔ اس دستاویز میں کہا گیا تھا: "ایک ایسی قوم پرست ریاست کی تعمیر جو ایک متحدہ اور جمہوری سوڈانی ریاست قائم کرے، جس کی بنیاد ایک غیر مرکزی وفاقی نظام پر ہو جو مذہب اور ریاست کو ایک دوسرے سے الگ کرتا ہو"۔

حتیٰ کہ 'ریپڈ سپورٹ فورسز' کی متوازی حکومت، جو پورٹ سوڈان میں برہان کی حکومت کے مدِ مقابل کام کر رہی ہے، اس کے وزیر اعظم نے 31 اکتوبر 2015 کو 'الجزیرہ مبشر' کو بیان دیا کہ "ہمارا ہدف ایک سیکولر جمہوری نظام ہے"۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ سوڈان کے سابق وزیر اعظم حمدوک، جنہیں برہان نے اقتدار سے الگ کیا تھا اور جو اس وقت بین الاقوامی سطح پر متحرک ہیں، انہوں نے بھی دو مسلح باغی دھڑوں کے ساتھ سیکولرزم کے ایک معاہدے پر دستخط کیے ہیں: ان میں سے ایک دھڑے کی قیادت 'سوڈان لبریشن موومنٹ' کے سربراہ عبدالواحد محمد نور کر رہے ہیں، جبکہ دوسرے دھڑے کی قیادت 'سوڈان پیپلز لبریشن موومنٹ-نارتھ' کے سربراہ عبدالعزیز الحلو کر رہے ہیں۔ جنوبی سوڈان کے دارالحکومت جوبا میں 18 مئی 2024 کو منعقدہ ایک کانفرنس میں دستخط کیے گئے اس معاہدے میں ریاست سے مذہب کی علیحدگی اور تمام مذاہب و شناختوں کے حوالے سے غیر جانبداری برقرار رکھنے کے اصول کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ برہان، جو خود ایک سیکولر نظام کے تحت سوڈان پر حکومت کر رہے ہیں، اسلام کو بطور ریاستی مذہب ترک کر چکے ہیں اور انہوں نے 4 جولائی 2021 کو جوبا میں الحلو کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کیے، جس میں واضح کیا گیا ہے کہ "ریاست کسی پر کوئی مذہب مسلط نہیں کرے گی اور نہ ہی کسی سرکاری مذہب کو اپنائے گی"۔

تمام سیاسی قوتیں، گروہ اور حکومتیں سیکولرزم کو گلے لگائے ہوئے ہیں اور اس کی وکالت کر رہی ہیں۔ لیکن سیکولرزم درحقیقت کیا ہے؟ یہ قوتیں اسے حکمرانی اور سیاست کے لیے موزوں کیوں سمجھتی ہیں؟ سیکولرزم کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے؟ اور ہم اسلام کو کس طرح مکمل طور پر جڑ سے اکھاڑ کر گمنامی کے اندھیروں میں دھکیل سکتے ہیں، یا خود اس کے پیروکار کس طرح بغیر کسی پچھتاوے کے اسلام کو ترک کر دیتے ہیں؟

یہ بات بالکل عیاں ہے کہ سیکولرزم کی بنیاد یورپ میں پڑی۔ چرچ اور مفکرین و فلسفیوں کے درمیان جاری رہنے والی کشمکش کے نتیجے میں یورپی اقوام نے ان بادشاہوں اور چرچ کے اقتدار کے خلاف بغاوت کر دی، جو زمین پر خدا کا سایہ ہونے کے دعویدار تھے۔ اہلِ فرانس نے اپنے انقلاب کے دوران یہ نعرہ بلند کیا تھا کہ: "انسان اس وقت تک کبھی آزاد نہیں ہو سکے گا جب تک آخری بادشاہ کا گلا آخری پادری کی انتڑیوں سے نہ گھونٹ دیا جائے!"۔ آخر کار ایک سمجھوتہ طے پایا جس میں دنیاوی طاقت کو روحانی طاقت سے الگ کر دیا گیا اور چرچ کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں مذہب کو زندگی سے الگ کر دیا گیا، اور یوں وہ ریاست اور سیاست سے بھی جدا ہو گیا۔ مذہب کو صرف انسان اور

اس کے خالق کے مابین تعلق تک محدود کر دیا گیا، اور زندگی، ریاست اور معاشرے کے معاملات چلانے میں خالق کا کوئی کردار باقی نہ رہا۔ یورپی ممالک نے مذہب کی زندگی سے علیحدگی کو اپنا عقیدہ بنا لیا، جو کہ سرمایہ دارانہ نظام کا عقیدہ ہے، اور پھر وہ اس نظریے کو لے کر اسلامی ممالک میں پہنچے۔ انہوں نے اس نظریے کو اس وقت متعارف کروایا جب ان یورپی ممالک نے اسلامی سرزمینوں پر یلغار کی۔ برطانیہ نے مصر پر قبضہ کیا اور وہاں اسلامی طرزِ حکمرانی کے بچے کھچے اثرات کو مٹا دیا۔ وہ ترکی میں داخل ہوئے اور خلافت کو ختم کرنے کے بعد اسے ایک سیکولر ریاست میں تبدیل کر دیا۔ وہ سوڈان آئے، اپنے قوانین اور نظام مسلط کیے، اور ایسی حکومتیں قائم کیں جن کا نظم و نسق اسی سیکولرزم کے تابع تھا۔ انہوں نے ایسے گروہ پیدا کیے جو اپنی ذہنی غلامی کی وجہ سے سیاسی اور معاشی مسائل کا حل سیکولرزم کے سوا کسی اور چیز میں نہیں دیکھتے اور وہ ان کے بتائے ہوئے راستے سے ہٹنے کی سکت نہیں رکھتے۔ اسی وجہ سے آج سیکولرزم کی ان پکار میں شدت آ گئی ہے۔ آج کل علاقائی اور بین الاقوامی کانفرنسوں کے ذریعے سیکولرزم کو فروغ دیا جا رہا ہے تاکہ امت مسلمہ میں ابھرتی ہوئی بیداری کی راہ روکی جا سکے، اور انہیں اس دھوکے میں مبتلا کیا جائے کہ جنگوں کا خاتمہ اور امن و استحکام کا حصول صرف اسے اپنانے سے ہی ممکن ہے!

تاہم، اسلام سیکولرزم کو کفر کا عقیدہ قرار دیتا ہے۔ دین زندگی سے الگ نہیں بلکہ اس میں پیوست ہے، اور ریاست کو دین سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام ایک مکمل دین ہے، جس سے ریاست جنم لیتی ہے، اور سیاست اس کا لازمی حصہ ہے۔ اسلام میں جماعتوں کی سیاسی سرگرمیاں اسلام کی رہنمائی میں ہوتی ہیں، اور مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ گروہ یا جماعتیں بنائیں، بشرطیکہ ان کی بنیاد اسلام ہو۔ اسلامی عقیدہ ہی ریاست کی بنیاد ہے، اور ریاست کے ڈھانچے یا احتساب کے عمل میں کوئی بھی چیز اسلام کی بنیاد کے بغیر وجود نہیں رکھ سکتی۔ جماعتوں کے تعلقات صرف داخلی امور تک محدود ہوتے ہیں، اور ریاست کسی بھی گروہ کے کسی غیر ملکی ادارے کے ساتھ تعلق کو ممنوع قرار دیتی ہے۔ ایسی کسی بھی غیر ملکی کانفرنس، سیاسی ملاقات یا ایسی سیاسی دستاویز پر دستخط کرنے کی کوئی گنجائش نہیں جو ریاست کی سالمیت کے لیے خطرہ ہو، اور نہ ہی کوئی گروہ کسی غیر شرعی نظریے کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ شریعت میں تمام سیکولر نظریات ممنوع ہیں، جیسے کہ جمہوریت، نام نہاد آزادی، عوامی حاکمیت، عوامی حکمرانی، عوام کو اقتدار کا سرچشمہ قرار دینا، وفاقیت اور اس طرح کے دیگر نظریات۔ صرف انہی اسلامی افکار کی دعوت دی جاتی ہے جو شرعی دلائل پر مبنی ہوں، اور ان کی تبلیغ خالص اور بے آمیز صورت میں کی جاتی ہے، جس پر کسی غیر اسلامی نظریے کا اثر نہ ہو۔ اسلام کی دعوت دی جاتی ہے اور کفر کو مسترد کیا جاتا ہے۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ ان دنوں سیکولرزم کی یہ پکار اتنی شدید کیوں ہو گئی ہے، کیوں لکھاریوں کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں اور سیاسی جماعتوں کو متحرک کیا جا رہا ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار کا ایک سیاسی مقصد ہے۔ وہ بعض اسلامی ممالک کے آئین میں موجود ان دفعات کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہیں جو اسلام کو ریاست کے سرکاری مذہب کے طور پر ظاہر کرتی ہیں، یا یہ بتاتی ہیں کہ شریعت قانون سازی کا ایک ماخذ ہے۔ کفار ایک ایسا خالص سیکولر آئین اور قوانین چاہتے ہیں جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہ ہو۔ وہ نکاح، طلاق، خلع اور بچوں کی پرورش (حضانت) کے معاملات میں مرد و عورت کے تعلق سے متعلق باقی ماندہ شرعی احکامات کو بھی ختم کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ان معاملات کو "خواتین کے خلاف ہر قسم کے امتیاز کے خاتمے کے کنونشن" (سیڈا - CEDAW) کے تحت لایا جا سکے۔ اس طرح، سیکولرزم کے سائے میں مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے شادی کر سکیں گی، اور نکاح ایک مذہبی بندھن کے بجائے محض ایک سول (شہری) معاہدہ بن کر رہ جائے گا، وغیرہ۔ کافر تو عیدین اور دیگر مخصوص مواقع پر اجتماعی مذہبی رسومات کو بھی ختم کرنے کے درپے ہے۔

سیکولرزم کی اس پکار کا مقابلہ فکری کشمکش اور سیاسی طور پر بے نقاب کرنے کے ذریعے کیا جانا چاہیے۔ جہاں تک فکری کشمکش کا تعلق ہے، ہمیں ان سیکولر افکار کے باطل ہونے کو واضح کرنا ہوگا، چاہے وہ پہلی نظر میں ایسے روشن خیال افکار کیوں نہ معلوم ہوں جو عدل اور مساوات کی پکار لگاتے ہیں، جن سے ہماری امت جبر اور طاقت کے ذریعے

مسلط کردہ حکمرانی کے نتیجے میں محروم ہے، جس کی وجہ سے وہاں نہ آزادی ہے اور نہ جمہوریت۔ اسلامی فکر کی طاقت، اس کے طریقہ کار کے ساتھ مل کر، تمام باطل افکار کو شکست دینے اور ان کی حقیقت آشکار کرنے کے لیے کافی ہے۔

جہاں تک سیاسی جدوجہد کا تعلق ہے، یہ جماعتیں، تحریکیں اور گروہ کفار کو گلے لگا کر امت کے ساتھ بے وفائی کر رہے ہیں۔ یہ جذباتی اور فکری طور پر امت سے کٹ چکے ہیں اور انہیں صرف اقتدار پر قبضے اور اپنے آقاؤں کی خدمت کی فکر ہے۔

جہاں تک اسلامی نظام کا تعلق ہے، تو یہی وہ واحد صحیح حل ہے جسے گروہوں کو اپنانا چاہیے اور فکری کشمکش و سیاسی جدوجہد کے ذریعے، کفار کے منصوبوں کو بے نقاب کرتے ہوئے اور امت کے مفادات کو اپنا کر اسے اقتدار میں لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کفار ہی امت کی تکالیف کی اصل جڑ ہیں، جن میں جنگیں، غربت، بیماری، عدم تحفظ اور خوراک و ادویات کی قلت شامل ہے۔ لہٰذا، اسلامی طرزِ زندگی کی بحالی کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے، جس کے لیے امت کے اندر پہلے سے ہی وسیع عوامی رائے اور بے مثال بیداری موجود ہے۔ یہیں سے اسلامی ممالک کی افواج کا کردار شروع ہوتا ہے، جنہیں واضح طور پر پکارا جاتا ہے کہ وہ اس فکر کی 'نصرۃ' (عسکری مدد) کریں اور اسے اقتدار میں لائیں۔ کوئی بھی نظریہ اسے پشت پناہی دینے والی قوت کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ سیکولر جماعتیں اقتدار پر قبضے کے لیے امت کے بجائے کفار پر بھروسہ کرتی ہیں۔

جہاں تک مخلص اور بیدار مغز 'حزب' کا تعلق ہے، تو وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بعد مسلح افواج میں موجود امت کے بیٹوں پر بھروسہ کرتی ہے، بالکل اسی طرح جیسے رسول اللہ ﷺ نے انصار (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ کیا تھا، اور یوں آپ ﷺ نے ریاست قائم کی، عدل پھیلایا، ظلم کا خاتمہ کیا اور امت کو معزز بنایا۔